چہار شنبہ اور جشن مسرت

ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی (شارح ترمذی وابن ماجہ)
مدیر تعلیم جامعہ تعلیم القرآن والحدیث سیالکوٹ

قبل از اسلام تمام عالم میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین اپنی اصلی صورت میں نہیں تھا اگرچہ دنیا کے وسیع رقبے پر مسیحیت کے نام پر کئی حکومتیں موجود تھیں لیکن وہ جو کچھ بھی تھا سب پولیس کا وضع کیا ہوا تھا جس میں سیدنا مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا عشر عشیر بھی نہیں تھا بلکہ اصل دین کی جگہ رہبانیت کے نام پر بدعات اور خرافات کو عروج حاصل تھا ظاہر ہے جس معاشرہ کی اساس دین الٰہی پر قائم نہ ہو وہ کبھی فطری اور مبنی برحقیقت معاشرہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کی بنیاد توہمات اور تخیلات پر ہوتی ہے، زمانہ جاہلیت میں عربوں کا حال بھی کچھ اس طرح تھا کہ پورا معاشرہ توہمات کا شکار تھا تخلیاتی اور توہماتی عالم میں کسی چیز کو سعد (بابرکت) اور کسی کو نحس (منحوس) تصور کرلیا گیا تھا اور سعد ونحس پر اس حد تک یقین تھا گویا کہ ان کے یہ تصورات وحی پر مبنی تھے جن میں شک اور تردد کو ذرہ برابر دخل نہیں بلکہ وہ اپنی زندگی اس عقیدہ کے تحت ہی گزارتے تھے اور اس سے ادھر ادھر ہونا جرم سمجھتے تھے لیکن یہ تمام تصورات پانی پر لکیر کے مترادف تھے جن کی کوئی حقیقت نہ تھی اللہ کریم نے محمد ﷺ کی بعثت فرما کر پوری انسانیت پر عظیم احسان کیا:

لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين (سورة آل عمران:۱۶۴)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان کیا جب انہیں کی جانوں میں سے ان میں رسول بھیجا وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے بلاشبہ وہ اس سے پہلے بڑی واضح گمراہی میں تھے۔

اور انسانوں کو ان توہمات کی گرد سے نکال کر یقین وایقان کے شاہراہ پر گامزن کردیا ان جملہ توہمات میں سے ایک وہم تھا کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اس میں آفات بلیات حوادث اور مصائب اترتے ہیں اس خیال کے تحت عموماً اس مہینہ میں سفر کرنا ناپسند کرتے تھے بلکہ اگر اس ماہ میں کوئی حادثہ پیش آجاتا تو وہ اسے اپنی مخیلہ نحوست پر معمول کرتے۔ اسلام نے اس وہم باطل کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا اور اعلان کیا کہ:

لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر (بخاری و مسلم)

معنی یہ ہے کہ صفر کا مہینہ عام مہینوں کی طرح ہے جو حوادثات اور بلیات کیلئے خاص نہیں ہے۔ اس بارے میں لوگوں کے اعتبار میں جو چیز راسخ ہو چکی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ محض باطل ہے جس کا ترک کرنا واجب ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پاکیزہ تعلیم کو پاکر زمانہ جاہلیت کے تمام غلط عقائد نظریات رسومات اور توہمات کو خیر آباد کہہ دیا تھا اور اس میں معلوم نہیں کہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں کسی جاہلی عقیدہ اور رسم کے اپنانے اور اس پر عمل کرنے کا کوئی ثبوت ملتا ہو۔

> دشمنان اسلام نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سیدھے سادھے مسلمانوں میں بدعات کو رواج دینا اور جاہلیت کی فرسودہ اور مردہ رسومات کو دوبارہ زندہ کرنا شروع کردیا اور اس منصوبہ بندی سے یہ کام کیا کہ عوام ان کی چال کو سمجھ نہ سکے الٹا جاہلیت کی رسومات کو اسلام کا جز یقین کر بیٹھے انہیں رسومات میں سے صفر کے آخری بدھ کی بدعت و رسم مسرت شفاء ہے

دور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد:

مگر یونہی صحابہ کرامؓ کا دور مسعود ختم ہوا تو دشمنان اسلام نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سیدھے سادھے مسلمانوں میں بدعات کو رواج دینا اور جاہلیت کی فرسودہ اور مردہ رسومات کو دوبارہ زندہ کرنا شروع کر دیا اور اس منصوبہ بندی سے یہ کام کیا کہ عوام ان کی چال کو سمجھ نہ سکے الٹا جاہلیت کی رسومات کو اسلام کا جز یقین کر بیٹھے انہیں رسومات میں سے صفر کے آخری بدھ کی بدعت ورسم مسرت شفاء ہے جس کا مطلب کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ صفر کے آغاز میں بیمار ہوئے اور اسی مہینہ کے آخری ایام میں شفا پائی اور بیماری سے غسل برات فرمایا لہٰذا یہ مہینہ آپ کی علالت اور مرض کا مہینہ ہے جس وجہ سے معاذ اللہ منحوس ہے اور اس سے آخری ایام مبارک میں مٹھایاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اور اس دن فجر کے بعد کچھ لوگ سیر وتفریح کیلئے باہر جاتے ہیں گویا کہ یہ دن بھی تفریح کی حیثیت اختیار کرتا جارہا ہے۔ حالانکہ اس بارہ میں کتب حدیث اور سیر میں کچھ بھی منقول نہیں حتیٰ کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس بارہ میں کوئی ضعیف روایت بھی موجود نہیں تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا بلکہ کتب حدیث وسیر میں آپ کی بیماری کے بارہ میں جو مستند اور صحیح روایات سے منقول ہے وہ اس کے برعکس ہے۔

مرض کا آغاز

۲۹ صفر ۱۱ھ بروز سوموار رسول اللہ ﷺ ایک نماز جنازہ پڑھانے کیلئے بقیع میں تشریف لے گئے واپسی پر راستے ہی میں درد شروع ہوگیا اور حرارت اتنی تیز ہوگئی کہ سر پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر سے محسوس کی جانے لگی یہ آپ کے مرض کا آغاز تھا۔
(الرحیق المختوم ﷺ ۶۲۴ مترجم)

امام مغازی نے موسیٰ بن عقبہ کے حوالہ سے امام زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے مدینہ تشریف لائے تو محرم کا مہینہ تندرست رہے پھر صفر کے مہینے میں آپ کو شدید بخار ہوا پھر یہ بخار اترا نہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ اسی میں فوت ہوگئے (دلائل النبوۃ بیہقی ص۲۰۰ ج ۷ ملخصا) بسا اوقات بخار میں کچھ تخفیف ہوتی رہی مگر کلیۃ اس بخار سے شفاء یاب نہ ہو سکے جناب عباس رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کی تیمارداری کر کے واپس ہوئے تو کسی شخص نے دریافت کیا بتاؤ رسول اللہ ﷺ کی حالت اب کیسی ہے؟ تو علیؓ نے فرمایا بہتر ہے آپ شفاء یاب ہیں تو عباسؓ نے فرمایا علی تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا اس لئے کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر موت کے آثار کو بخوبی پہچانتا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ اس مرض سے جانبر نہ ہو سکیں (دلائل النبوۃ ۲/۲۲۵ ملخصا)

معروف مورخ ابن اثیر فرماتے ہیں آپ کے مرض جس میں آپ فوت ہوئے تھے بدھ کے روز ہوا اور صفر کے دو دن باقی تھے آپ اس وقت میمونہؓ کے گھر قیام فرماتے تھے جب بیماری شدت اختیار کرگئی تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے آئے اور ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار چاشت کے وقت انتقال فرمایا (اسد الغابہ ۱/۴۰)

یہی بات ابن خلدون اور طبری نے ذکر کی ہے (تاریخ طبری ۲/۱۶۱)

ان ائمہ حدیث و تاریخ کی تحقیقات اور روایات سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ صفر کے آخری بدھ کو بیمار ہوئے اور پھر آپ ﷺ اسی مرض میں تیرہ یا چودہ دن مبتلا رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور **اللھم بالرفیق الاعلیٰ** کہہ کر فاختار ما عند ربہ کی منزل پا گئے **اللھم صل علیہ دائما ابدا۔**

ان مذکورہ حقائق سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ صفر کے آخری بدھ کی مسرت شفاء کے نام پر تقریبات محض باطل اور بے بنیاد بلکہ حقائق کے برعکس ہیں کیا عجب دور ہے جس دن آپ ﷺ بیمار ہوئے اس دن کو یوم شفاء کا نام دے کر خوشیاں منائی جاتی ہیں جو یقیناً فطرت اور بصیرت کے خلاف ہے بالفرض اگر یہ دن آپ کی شفاء کا بھی ہوتا تو تب بھی مذکورہ رسم کا کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے کہ بشر ہونے کے ناطہ سے آپ اپنی حیات مبارکہ میں کئی بار بیمار ہوئے متعدد بار آپ کو بخار ہوا اور ایک بار تو آپ ﷺ مسلسل پورا مہینہ بیمار رہے پھر جب آپ صحت یاب ہوئے تو کسی صحابی نے آپ ﷺ کی زندگی کے کسی دن کو خواہ وہ کتنا ہی اہم تھا بطور یادگار نہیں منایا اور نہ ہی اس دن کسی قسم کے جشن کا اہتمام اور انعقاد کیا جیسا کہ آج کل کے بدعتی حضرات کرتے ہیں۔

اس جیسی رسومات اور بدعات سے تو واضح ہے کہ اغیار کی سازشوں نے اپنا رنگ جمالیا ہے۔ اور نادان اور جاہل بدعتیوں سے دین کے نام پر ہی دین کو بگاڑنے کا کام لیا جارہا ہے بلکہ بدعات کے رنگ میں جاہلیت جسے اسلام نے مٹا دیا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے اپنے پاؤں کے نیچے کچل دیا تھا کو دوبارہ زندہ کیا جارہا ہے بلاشبہ بدعت سے دین میں فساد اور رخنہ اندازی کے ساتھ جاہلیت کا بھی احیاء ہوتا ہے اور بدعات کے پھیلاؤ سے شیطان کا یہی مقصود ہے کہ اسلام میں جاہلیت دوبارہ عود کر آئے تاکہ اصل دین کی شکل مسخ ہوکر رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و حدیث کے مطابق زندگیاں گزارنے کی توفیق فرمائے آمین۔